روشنی ستارے

شاہ بلیغ الدین

فرعون، اشداد، ہامان، نمرود بڑے حکمران تھے۔ لیکن ان کی بڑائی کیا تھی؟ اپنے اقتدار کے لئے انھوں نے اللہ کے بندوں پر ظلم توڑا اور بے حساب ظلم توڑا۔ صدیاں بیت گئیں لگ آج بھی ان کا نام لیتے ہیں، انھیں برا بھلا کہتے ہیں۔ قارون بڑا دولتمند تھا۔ الغاروں زروجواہر اس کے پاس تھا لیکن یہ دولت کس کام کی اسکے زمانے میں بھی لوگ اسکے نام سے بیزار تھے آج بھی اسکے نام پر تھوکتے ہیں۔ اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا کہ۔۔۔ اصل دولت تو نیک شہرت ہے۔ یہ اللہ کی نعمتوں میں سے بڑی نعمت ہے کہ لوگ جب بھی کسی کو یاد کریں نیکی اور بھلائی سے یاد کریں۔ آج کے ظالم حکمرانوں کا بھی یہی حشر ہوگا۔ تاریخ ایک آئینہ ہے۔ جو جیسا ہوگا ایسا ہی پیش کیا جائے گا۔

صدیق اکبر بھی اپنے وقت کے حکمراں تھے۔ انھوں نے ایک دن حضرت عمر فاروقؓ سے فرمایا کہ۔۔۔ آؤ چلیں ذرا مل آئیں!

حضرت عمرؓ نے پوچھا۔۔۔ کس سے ملنے جانے کا ارادہ ہے؟

حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ رسولؐ تھے اور اس وقت امتِ مسلمہ کے سب سے بڑے آدمی سمجھے جاتے تھے، ان کا کہیں جانا بڑی اہمیت رکھتا تھا اس لئے

حضرت عمرؓ نے پوچھا۔۔۔ کہاں جایئے گا؟

صدیق اکبر حضرت اُمّ ایمن سے ملنے جانا چاہتے تھے۔ اُمّ ایمن، سرورِ کشورِ رسالتؐ کی کھلائیں تھیں۔ گھر کی باندی۔ نہ ان کی کوئی علمی شخصیت تھی نہ کوئی اور سماجی مقام، بس حضور اکرمؐ سے یہ وابستگی ان کا سب سے بڑا اعزاز تھا۔ ویسے ابتدائی مسلمانوں میں سے تھیں۔ دو دو ہجرتیں فرمائی تھیں بڑی نیک اور سمجھدار تھیں۔ حضرت اُمّ ایمن کی شادی حضرت زید بن حارثہ سے ہوئی تھی۔ اُسامہ بن زید انھیں کے صاحبزادے تھے۔

امہات المومنین نے حضرت اسامہ کی پرورش کی، حضور اکرمؐ ان سے بیحد محبت کرتے تھے۔

اسلام کا پیام ایک عالمگیر پیام ہے، ہمارے پاس غلام باندی اور آزاد کی کوئی تفریق نہیں اگر وہ مسلمان ہیں تو سب کا درجہ برابر ہے۔ سب اللہ کے بندے ہیں اور سب اسلام کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے والے نسل ورنگ زبان اور کلچر کا فرق مسلمانوں کو بانٹتا نہیں۔ جو مسلمان ہے چاہے کہیں کا رہنے والا ہو کسی رنگ اور نسل کا ہو وہ مسلمان ہے اور اسے وہ سب حقوق حاصل ہیں جو کسی اور مسلمان کو حاصل ہیں۔ اسلام نے اللہ اور بندے کا رشتہ راست کر دیا ہے۔ قدر و منزلت کے لئے ہمارے سامنے عمل کا معیار ہے۔ حسب و نسب کا نہیں جو اچھا مسلمان ہے وہی بڑا اور لائقِ عزت ہے۔

حضرت بلالؓ داموں بکے، حضرت سلمان فارسی، حضرت صہیب رومی، حضرت عمار بن یاسر ابو رافع اسلم یہ سب غلام تھے ان کا کوئی سماجی مقام نہ تھا لیکن اسلام لے آئے تو ان کی حیثیت وہی تھی جو بڑے سے بڑے کسی اور صحابی کی۔

حضرت عمرؓ خلیفہ بن جانے کے بعد بھی حضرت بلالؓ سے گفتگو کرتے تو اُنھیں۔۔۔ میرے آقا۔۔۔ کے الفاظ سے مخاطب کیا کرتے تھے۔

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ، حضرت امّ ایمن سے ملنے صرف اس لئے گئے تھے کہ حضورِ اکرمؐ اُن سے ملنے جایا کرتے تھے۔

ہمیں حکم ہے کہ ہمارے بزرگوں کے جن سے تعلقات رہے ہوں ہم بھی ان سے ملنے جاتے رہیں اور ان کی عزت کریں۔ ضرورت پڑنے پر ان کی مدد کرنا اپنا فریضہ سمجھیں۔ اسلام محبت اور اخلاص کا درس دیتا ہے اور حسنِ سلوک کو ہر طرح سے عام کرتا ہے۔

یہ دونوں بزرگ صحابی جب حضرت امّ ایمنؓ سے ملنے گئے تو انھیں نہ جانے کیا یاد آیا کہ وہ بے اختیار رو پڑیں۔

پوچھا گیا۔۔۔ آپ روتی کیوں ہیں، اللہ کے پاس تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ بہت بڑا ہے۔ حضرت امّ ایمنؓ نے فرمایا۔۔۔ یہ تو درست ہے میں اس لئے نہیں روتی۔ میں تو اس لئے روتی ہوں کہ اللہ کا آخری نبیؐ دنیا سے پردہ فرما گیا تو اب وحی کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے موقوف ہو گیا۔ یہ رسول اکرمؐ کو یاد کرنے کا ایک بہانہ تھا۔ لیکن اس یاد میں حضرت امّ ایمنؓ نے محرومی کا ایک نیا پہلو پیدا کر دیا تھا۔ ان کی یہ بات سن کر حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ بھی رو پڑے کے حرماں نصیبی کا احساس اور بھی بڑھ گیا۔

صحابہ کرام کو حضورؐ سے بے پناہ محبت تھی، آپؐ سے محبت کے بغیر تو ایمان ہی مکمل نہیں ہوتا۔ بخاری میں ارشادِ نبویؐ ہے کہ۔۔۔ تم میں سے کوئی آدمی مومن نہیں جب تک کہ میں اسے اپنے باپ، بیٹے اور تمام لوگوں سے پیارا نہ ہو جاؤں۔

صحابہ تو شمعِ نبوی کے پروانے تھے۔ اللہ کے رسولؐ سے ان کی محبت عشق کے درجے سے بھی ماسوا تھی۔ صلح حدیبیہ کا موقع تھا۔ عروہ بن مسعود ثقفی مشرکینِ مکہ کی طرف سے گفتگو کرنے آئے تھے۔ اس وقت تک وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ گفتگو کے درمیان میں صحابہ کی جاں نثاری کو جو مشاہدہ انھوں نے کیا اُسے وہ کبھی نہ بھول سکے۔

چنانچہ اپنے لوگوں میں پہنچے تو دو ٹوک انداز میں انھوں نے کہا کہ۔۔۔ اے سردارانِ قریش! میں نے کسریٰ کو اس کے ملک میں دیکھا ہے اور قیصر سے بھی اس کے ملک میں ملاقات کی ہے۔ میں نجاشی کے ملک میں بھی گیا ہوں۔ اُس کا دربار اور اُس کی شان و شوکت بھی دیکھ چکا ہوں لیکن قسم ربِّ کعبہ کی میں نے کبھی کوئی قوم کا سردار ایسا نہیں دیکھا جیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کے ہیں۔ وہ وضو کرتے ہیں تو اُن کے صحابی پانی کا ایک ایک قطرہ لوٹ لیتے ہیں۔ اُن کا کوئی بال گرتا ہے تو زمین پر رہنے نہیں دیتے۔ وہ ایسی محبوب شخصیت کو کبھی دشمنوں کے سپرد نہ کریں گے۔ تم ان سے ٹکرانے کا خیال چھوڑ دو۔

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات تھی کہ صحابہ کرامؓ بھی ایک دوسرے سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ ہر مسلمان کو حکم ہے کہ دوسرے کی خیر خواہی کرے۔ صحابہ تو اللہ کے بڑے نیک بندے تھے۔ جبھی حضورؐ نے فرمایا۔۔۔ یہ ستارے ہیں ان سے روشنی حاصل کرو!